Advertisement at Urdu Palace

Are you looking for an affordable website to advertise your business?
Urdu Palace offers lowest rates for all advertisers.
For Advertisement of your brand or business on our website call us or contact through

Whatsapp on following numbers:+92-348-8709449,+92-303-5110135

www.urdupalace.com

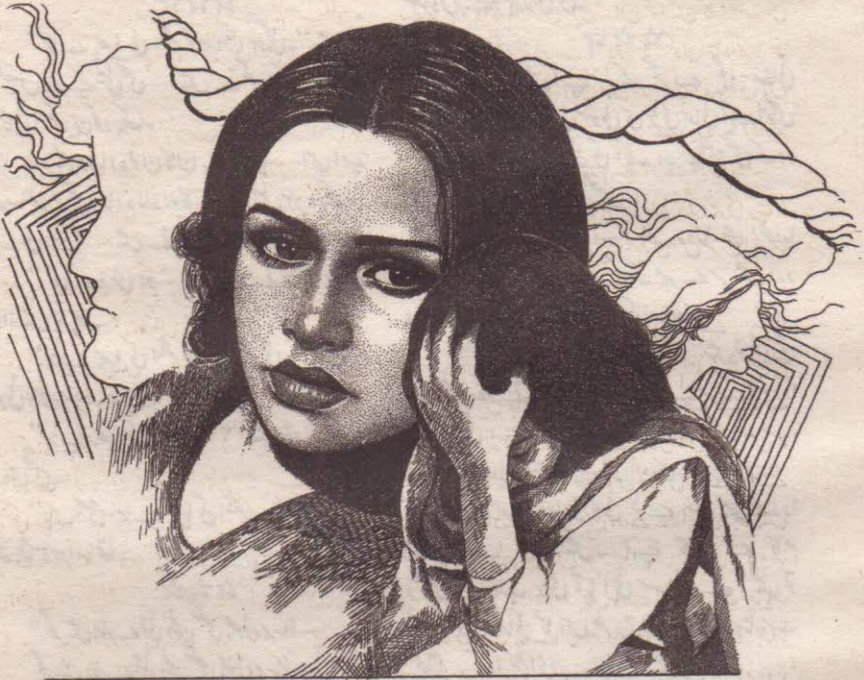

رسّی

عقیلہ حق

میرے قدم نہیں اٹھ رہے تھے...... بڑی مشکل سے اپنے وجود کو گھسیٹتی میں دروازے تک پہنچ ہی گئی اور آہستگی سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوگئی یسارے گھر پر ایک عجیب اداسی کی چادر تنی ہوئی تھی۔ میں نے ایک لمحے کے لیے درودیوار کو دیکھا...... کہیں میں غلط جگہ تو نہیں آگئی۔

میں خاموش وجود کو گھسیٹتی آگے بڑھی...... میری نظر خالی بیڈ پر پڑی...... میرے بڑے بھیا کا بیڈ خالی تھا...... وہ اسپتال میں تھے...... وہ دل کے مریض تھے۔

میں نے دوسرے کمرے میں دیکھا...... بکھرے بال اور اجڑے وجود کے ساتھ دیوار سے ٹیک لگائے جو عورت بیٹھی تھی میرا دل ماننے کو تیار نہیں تھا کہ وہ میری

www.urdupalace.com

بڑی بھابی ہیں...... میری نظریں دوبارہ بھابی کے وجود پر ٹک گئیں......''

''بڑی بھابی......'' میرے منہ سے کپکپاتا ہوا نکلا۔

☆☆☆

''بڑے بھیا کی انجم کو طلاق ہوگئی۔'' میں جو آنکھیں بند کیے لیٹی تھی...... میں نے گھبرا کر موبائل کی جگمگاتی اسکرین کو دیکھا۔

اور پھر دوبارہ فون کان سے لگالیا...... اس امید کے ساتھ جو بھی سنا وہ غلط ہوگا...... دراصل منزہ کچھ اور کہہ رہی ہوگی...... میں نے سنا کچھ اور ہے۔

''کیا کہہ رہی ہو......؟'' میں نے پھنسی پھنسی آواز میں پوچھا۔

''بڑے بھیا کی انجم کو طلاق ہوگئی......'' میری چھوٹی بہن منزہ نے اپنی بات کو دُہرایا۔

''بڑے بھیا کی انجم کو......؟'' میں شدید حیرت زدہ سی تھی۔

''ہاں بھئی، بڑے بھیا کی انجم......'' منزہ کا لہجہ کچھ جتاتا ہوا سا تھا۔

☆☆☆

''گھر میں ہمارے آئی دلہن سکھی پھول برساؤ......
گھر میں ہمارے آئی دلہن سکھی پھول برساؤ......''

بڑے بھیا کی دلہن، نیلوفر بھابی گھر میں داخل ہورہی تھیں...... اُن کا پھولوں سے استقبال ہورہا تھا۔ سب لڑکیاں گارہی تھیں اور ان آوازوں میں سب سے نمایاں آواز میری تھی۔

بڑے بھیا ہم چار بہنوں کے ایک ہی تو بھائی تھے۔ محبت کرنے والے، پُروقار، بڑے بھیا...... ہم چاروں بہنیں بڑے بھیا کو دل و جان سے چاہتے تھے تو بڑے بھیا بھی ہم کو بہنوں سے زیادہ بیٹیوں کی طرح ٹریٹ کرتے، میں ساتویں جماعت میں تھی جب بڑی بھابی نیلوفر ہمارے گھر کا حصہ بنیں۔ بڑی آپا کی شادی ہوچکی تھی اور چھوٹی آپا بی اے کررہی تھیں، میں تیسرے نمبر کی اور سب سے چھوٹی منزہ...... جب سرخ گاؤ تکیے سے ٹیک لگائے بیٹھی بھابی کے برابر میں بڑے بھیا جا کر بیٹھے تو منزہ اُن کی گود میں تھی اور میں...... بڑے بھیا کے گھٹنے سے لگی جھک، جھک کر بڑی بھابی کو پُرشوق نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

☆☆☆

''بھابی میں آپ کے کمرے کی صفائی کردوں؟'' مجھے سانولی سلونی سی بڑی بھابی بہت اچھی لگتی تھیں۔ اور اچھا لگنے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ وہ میرے بڑے بھیا کی دلہن تھیں۔

''ہاں، ہاں کردو...... بلکہ روز ہی کردیا کرو...... لیکن آہستہ، آہستہ کیونکہ میرے سر میں درد ہورہا ہے۔'' بڑی بھابی کا لہجہ روکھا سا تھا۔

لیکن مجھے لہجوں کی کہاں پہچان...... میں تو اُن کی بات مکمل ہونے سے پہلے ان کے لیے سر درد کی دوا لینے بھاگی...... اور پھر کمرا صاف کرنے کے بعد جب تک بڑی بھابی سو نہیں گئیں میں اُن کا سر دباتی رہی۔

بڑی بھابی مزاجاً کافی نخرے والی تھیں۔ ذرا الگ تھلگ سی رہتیں۔ اپنے کام سے کام رکھتیں...... جب بڑی آپا اپنی سسرال سے آتیں تو انہیں بڑی بھابی کا اس طرح لیے دیے رہنا بہت کھلتا...... وہ اکثر امی سے شکایتاً کہتیں۔

''ضروری تو نہیں جو تمہاری سسرال میں ہوتا ہے وہی ہم بھی کریں۔'' جواب میں امی کا ایک جملہ بڑی آپا کو خاموش کردیتا کہ اپنی سسرال میں صبح سے شام تک وہ کاموں میں الجھی رہتیں اور جو ایک آدھ دن کے لیے میکے آتیں تو امی کو اکیلے کام کرتا دیکھ کر ان کے ساتھ لگ جاتیں۔

☆☆☆

میں نے ہاتھ میں پکڑی آئس کریم کو دیکھا......

بڑے بھیا روز آفس سے آکر مجھے اور منزہ کو آئس کریم دلوانے لے کر جاتے۔ میں بہت شوق سے بڑے بھیا کا ہاتھ تھامے آئس کریم کھاتے، کھاتے گھر آتی۔ لیکن اب...... اب بڑے بھیا میری آئس کریم

www.urdupalace.com

.... خود ہی لے آئے۔

"کھالو بیٹا....." امی نے مجھے جز بز ہوتے دیکھ کر کہا۔ اب بڑے بھیا روز شام کو بڑی بھابی کو لے کر واک پر چلے جاتے تھے۔ اور واپسی پر آئس کریم لیتے آتے تھے۔

"بیٹا بھابی اکیلے جانا چاہتی ہیں، بڑے بھیا اگر اُن کی بات نہیں سنیں گے تو وہ ناراض ہوجائیں گی۔" امی نے مجھے بہلایا۔

اور میں نے سر جھکا کر آئس کریم کھانا شروع کردی کہ دل مانے یا نہ مانے لیکن بڑے بھیا کو کسی قسم کی پریشانی ہو، یہ بات مجھے کیا گھر میں کسی کو بھی برداشت نہیں ہوسکتی تھی۔

☆☆☆

شاید کچھ لوگوں کا خمیر ناشکری سے اٹھتا ہے اور بڑی بھابی کا شمار اسی قسم کے لوگوں میں ہوتا تھا...... بڑی بھابی کا سب بہت خیال رکھتے...... وہ گھر کے کسی کام کو ہاتھ نہیں لگاتیں...... بڑے بھیا کے آفس جانے کے بعد یا تو وہ فون پر لگ جاتیں یا پھر اپنے میکے چلی جاتیں اور بڑے بھیا کے آنے سے پہلے واپس آجاتیں۔

امی خاموش رہتیں اور ہم سب کو چپ رہنے کی تاکید کرتیں...... وقت کچھ آگے سرکا تو بھابی رات کے کھانے میں امی کے ساتھ ہاتھ بٹانے لگیں کہ بھیا بھی موجود ہوتے تھے پھر بڑی بھابی کی گود میں ننھی سی گلابی سی پری آگئی۔ بڑے بھیا کو اپنی بہنوں سے بہت پیار تھا۔ شاید اللہ نے اسی لیے انہیں اوپر تلے دو بیٹیاں دے دیں...... بڑی بھابی کو اللہ سے بڑی شکایت تھی اور ہمارے گھر کا بچہ، بچہ بہت خوش......

لیکن حقیقت میں کچھ لوگ ناشکرے ہی ہوتے ہیں اور بڑی بھابی کا شمار بھی ان ہی لوگوں میں ہوتا تھا۔

ہم سب بہت خوش تھے اور بھابی مسہری سے نیچے پیر نہیں اتارتی تھیں۔

پہلے تو بڑی بھابی امی کے ساتھ کام میں تھوڑا بہت میں ہاتھ بٹا بھی لیتی تھیں لیکن جب سے مریم اور انجم پیدا ہوئیں بھابی کا نخرہ اور مزاج آسمان سے باتیں کرنے لگا۔

بڑی بھابی کبھی گھر کا فرد نہیں بن پائیں۔ شاید انہوں نے کوشش ہی نہیں کی تھی۔ بڑے بھیا چپ چپ سے لگتے...... میرا دل چاہتا میں بڑے بھیا کے گلے لگ کر پوچھوں۔

"بڑے بھیا پہلے کی طرح ہنستے کیوں نہیں...... ہاتھ پر ہاتھ مار کر قہقہہ کیوں نہیں لگاتے......"

لیکن اب میں بڑی ہوگئی تھی لحاظ...... اور شرم آڑے آتی...... میں اب بڑے بھیا کے پاس جاتی تو وہ خاموشی سے میرے سر پر ہاتھ رکھ دیتے...... اور میں بہت ساری باتیں کہنے کی خواہش رکھنے کے باوجود ان سے کہہ نہیں پاتی۔ میں اسکول سے کالج میں آگئی...... چھوٹی آپا کی بھی شادی ہوگئی۔ ابا اکثر بیمار رہنے لگے۔ امی خاموش رہتیں اور بڑے بھیا...... اپنی دنیا میں مگن مگر خاموش......

☆☆☆

"خواہ مخواہ آپ کے گھر والے ڈرامے بازی کرتے ہیں، کوئی آپ سے محبت وحبت نہیں ہے کسی کو...... ارے محبت ہوتی تو اس طرح پیروں میں زنجیریں باندھ کر تو نہیں رکھتے...... آپ کی دونوں بہنیں سسرالوں میں عیش کررہی ہیں اور میں دو، دو بچوں کے ساتھ ایک کمرے میں رہتی ہوں...... رات دن چولھے میں گھسی رہتی ہوں۔ ارے دونوں بڑی تو بڑی آپ کی تو چھوٹی بہنیں بھی بہت زبان دراز ہیں، سارا دن پڑھتی ہیں اور نہ لکھتی لیکن دکھانے کے لیے کتابوں میں سر دیے بیٹھی رہتی ہیں۔"

"لیکن......" بڑے بھیا نے کچھ بولنا چاہا۔

"لیکن ویکن بند کریں...... ارے یہ سب ڈراما ہے، آپ کو دیکھتے ہی اس طرح کاموں میں لگ جاتی ہیں جیسے سارا دن بیچاریاں یہی کام کرتی رہی ہیں۔" انہوں نے ٹھنڈی سانس بھری۔

"سچ کہتے ہیں لوگ ساس، ساس ہوتی ہے اور

www.urdupalace.com

ماں، ماں ہوتی ہے۔ آپ کی امی جان کے فرمودات میرے بارے میں کچھ اور ہیں اور اپنی بیٹیوں کے بارے میں کچھ اور......"

"امی آپ رہنے دیں...... میں نے کوفتے کا سالن پکا دیا ہے، شامی کباب بھی تیار کر کے ڈیپ فریزر میں رکھ دیے ہیں کچھ اور بتا دیں وہ بھی پکا دوں گی تا کہ آپ کو کچھ سہولت تو ہو جائے۔" بڑی آپا جو سارا دن کے لیے آئی ہوئی تھیں امی سے مخاطب تھیں۔

بڑی آپا اور چھوٹی آپا جب بھی ایک دو دن کے لیے رہنے آتیں امی کے ڈھیروں کام نمٹا جاتیں۔ چھوٹی آپا مشین لگا لیتیں، کپڑے دھوتیں، الماریاں صحیح کرتیں تو بڑی آپا کچن سنبھال لیتیں۔ اور میرے اور منزہ کے مزے آ جاتے۔ ہم دونوں آرام سے اپنے ادھورے اسائمنٹ مکمل کرتے لیکن......

"سن رہے ہیں ناں آپ۔" بڑی بھابی کی آواز مجھ کو حقیقت کی دنیا میں کھینچ لائی۔ "اب یہ نہیں ہو سکتا ان دونوں چھوٹی نکمیوں کے ساتھ، ساتھ میں ان دونوں بڑی مہارانیوں کے سامنے بھی کھانا ٹرے میں لگاؤں۔ حد ہوتی ہے زیادتیوں کی بھی......" میں جو بڑے بھیا اور بھابی کو کھانے کے لیے بلانے آئی تھی۔ ان کے کمرے سے آتی آوازوں کو سن کر جیسے پتھر کی ہو گئی۔

اور پھر میں خاموشی سے پلٹ گئی...... کبھی کبھی دل چاہتا ہے ناں کہ کاش ہم اندھے، گونگے اور بہرے ہو جائیں...... ہے ناں......!

☆☆☆

"رک جاؤ...... کھانا کھا کر چلی جانا......" بڑی بھابی نے مجھے چادر اوڑھتے دیکھ کر اوپری دل سے کہا۔

پتا نہیں کیسے دل اتنے تنگ ہوئے کہ ابا کا گھر بڑی بھابی کو چھوٹا لگنے لگا...... بڑے بھیا کی اوپر تلے دو بیٹیاں ہو گئیں......تو پھر بڑی بھابی نے الگ گھر کی ضد باندھ لی......امی اور ابا نے خاموشی سے بڑے بھیا کو الگ کر دیا۔ جس دن بڑے بھیا کا سامان ٹرک پر لدا......اس دن میں بہت پھوٹ، پھوٹ کر روئی......

بڑے بھیا میرے لیے کیا تھے...... یہ تو بڑے بھیا بھی نہیں جانتے تھے۔

ابا نے بڑے بھیا کے الگ رہنے کو سہنا چاہا لیکن وہ ابا کے دوست بھی تو تھے۔ لاشعوری طور پر بڑے بھیا کی واپسی کے وقت ابا کی آنکھیں وال کلاک پر ٹھہر سی جاتیں اور پھر ایک رات سینے میں اٹھنے والا ورد ہم سے ہمارے ابا کو چھین کر لے گیا۔

☆☆☆

بڑے بھیا کی آمدنی معقول تھی لیکن بڑی بھابی کے شاہانہ خرچوں کی وجہ سے وہ ہر وقت پریشان رہتے۔ ابا کے انتقال کے بعد بڑے بھیا نے بہت چاہا کہ ہم سب ایک بار پھر ایک چھت تلے مل کر رہیں لیکن بڑی بھابی نہیں مانیں۔

☆☆☆

کچھ عورتیں دل میں سسرال والوں کے لیے ایک نہ سمجھ میں آنے والی کدورت لے کر ہی آتی ہیں اور اس کدورت کو سسرال والوں کے اچھے رویے، مخلصانہ برتاؤ اور صلح جوئی کے باوجود کم کرنے کے بجائے اپنے دلوں میں رائی کا پہاڑ بنائے رکھتی ہیں۔ اور وہ اپنے دلوں کا میل اور کدورت اپنی اولادوں میں ضرور منتقل کرتی ہیں اور اولادوں کے دل میں زہر اتارتے وقت وہ یہ بات بھول جاتی ہیں کہ سسرال والوں کی مخالفت میں وہ اولاد کو چھری بنا رہی ہیں...... اور چھری کا کام ہے کاٹنا...... پھر چھری یہ نہیں دیکھتی کہ وہ کس کو کاٹ رہی ہے۔

اور بڑی بھابی کا شمار بھی عورتوں کے اس طبقے سے تھا......جو گندی مکھی کی طرح صرف زخم پر ہی آ بیٹھتی ہے۔ بھابی کو بھی سفید کاغذ پر صرف ایک کالا نقطہ نظر آتا...... بڑا سا سفید کورا کاغذ انہیں کبھی نظر نہیں آیا۔

بھابی رات دن چھوٹی، چھوٹی بچیوں سے بڑی، بڑی برائیاں کرتیں...... ان کی ننھی، ننھی سماعتوں میں ڈھیروں زہر انڈیلتیں ہمارا کبھی بڑی بھابی سے جھگڑا نہیں ہوا کیونکہ جھگڑا وہاں ہوتا ہے جہاں دو فریق اپنے،

www.urdupalace.com

اپنے موقف پر ڈٹ جاتے ہیں...... اور ہم نے کبھی بڑی بھابی سے بحث نہیں کی...... اور یوں بڑی بھابی ہمیشہ اپنے خیال میں حق پر رہیں۔

☆☆☆

ابا کے بعد بڑے بھیا اکثر آفس سے گھر آ جاتے، گھر کی حالت لاکھ اُن سے چھپاتے لیکن بڑے بھیا تو ہمارے بڑے بھیا ہی تھے ناں...... وہ ہر ممکن کوشش کرتے کہ امی کو کسی قسم کی پریشانی نہ ہو۔

میں نے ٹیوشنز لگالی تھیں...... میں اور منزہ مل کر شام کو ٹیوشنز سنبھالتے...... بڑی بھابی کے شاہانہ خرچوں کے باوجود بڑے بھیا ہمارا خیال کرتے اور جو کبھی بڑی بھابی کو بھنک بھی پڑ جاتی تو وہ رکھ، رکھ کر اتنا سناتیں کہ دل چاہتا کہ کاش میں قوتِ سماعت سے محروم ہوتی۔

بڑی بھابی جب بھی آتیں وہ اور بچیاں بہترین کپڑوں میں ملبوس ہوتیں...... بڑی بھابی ہر وقت سجی سنوری رہتیں...... ہمیں اچھا لگتا لیکن پتا نہیں کیوں جب کبھی میں بڑی بھابی کے کپڑوں، جوتوں یا کسی جیولری کی تعریف کرتی تو ان کے لبوں پر ایک عجیب سی مسکراہٹ ٹھہر سی جاتی...... جسے میں کوئی نام نہیں دے پاتی۔

☆☆☆

سرخ پرنٹڈ کاٹن کی قمیص جس کے دامن کا رنگ بلیچ کی وجہ سے کٹ گیا تھا اور گھسے ہوئے پائنچوں کی مسٹرڈ رنگ کی شلوار......

میں نے حیرت سے دوبارہ اس جوڑے کو دیکھا...... اور پھر بھابی کو......

''ارے لے لو، پہن لینا...... تمہارے بھائی کو تم لوگوں کی بہت فکر رہتی ہے۔ ہر وقت تم لوگوں کی فکر...... تمہاری سوچ، اس طرح تو وہ بیمار ہو جائیں گے...... کل کہہ رہے تھے کہ عاصمہ اور منزہ کے پاس، ڈھنگ کے کپڑے نہیں ہیں۔ ان کے کپڑے بنوانے ہیں...... مجھے تو تم دونوں ہمیشہ ہی ایک سے بڑھ کر ایک جوڑے میں نظر آتی ہو...... لیکن بھئی، تمہارے بھائی کی آنکھوں پر نہ جانے تم لوگوں کی محبت کی کون سی پٹی بندھی ہوئی ہے کہ انہیں اور کچھ نظر ہی نہیں آتا۔ حتیٰ کہ اپنی اولاد بھی انہیں نظر نہیں آتی۔'' بھابی نے میری نظروں کے سوال کا بڑی تفصیلی جواب دیا۔

''لیکن پھر بھی بھابی، اللہ کا شکر ہے، ہمارے پاس سب کچھ ہے، آپ یہ جوڑا کسی غریب کو دے دیجیے گا۔'' لاکھ کوشش کے باوجود میں ضبط نہیں کر سکی اور میں نے آہستگی سے کہتے ہوئے جوڑا واپس شاپر میں ڈال کر بھابی کو تھما دیا۔

قارئین متوجہ ہوں

پرچا نہیں ملتا

کچھ عرصے سے بعض مقامات سے یہ شکایات مل رہی ہیں کہ ذرا بھی تاخیر کی صورت میں قارئین کو پرچا نہیں ملتا۔ ایجنٹوں کی کارکردگی بہتر بنانے کے لیے ہماری گزارش ہے کہ پرچا نہ ملنے کی صورت میں ادارے کو خط یا فون کے ذریعے مندرجہ ذیل معلومات ضرور فراہم کریں۔

☆ بک اسٹال کا نام جہاں پرچا دستیاب نہ ہو۔
☆ شہر اور علاقے کا نام۔
☆ ممکن ہو تو بک اسٹال کا PTCL یا موبائل نمبر۔

رابطے اور مزید معلومات کے لیے

ثمر عباس 0301-2454188

جاسوسی ڈائجسٹ پبلی کیشنز
سسپنس، جاسوسی، پاکیزہ، سرگزشت
C-63 فیز II ایکسٹینشن ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی مین کورنگی روڈ کراچی

مندرجہ ذیل ٹیلی فون نمبروں پر بھی رابطہ کر سکتے ہیں
35802552-35386783-35804200
ای میل: jdpgroup@hotmail.com

www.urdupalace.com

کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ جب بھی ان سے ملو تکلیف ہی ہوتی ہے اور بڑی بھابی کا شمار اُن ہی لوگوں میں ہوتا تھا۔

☆☆☆

''ارے تم کیا کہہ رہی ہو، ساری زندگی تمہارے باپ نے ایک دن میری نہیں سنی لیکن جو اُن کی اماں، بہنیں کہہ دیں بس وہی صحیح ہے باقی ساری دنیا جائے بھاڑ میں...... ارے صبر کرو...... صبر۔''

آج جب مریم کو اس کی دوست کے گھر سے واپسی میں دیر ہونے پر بڑے بھیا نے ڈانٹا تو بھابی نے دونوں بیٹیوں سے کہا۔

بھابی رات دن اپنی بچیوں کو اپنے اوپر ہونے والے خود ساختہ مظالم کی کہانیاں سناتی رہتیں...... ان کی دونوں بیٹیوں کو اس بات کا یقین ہو گیا تھا کہ ان کی دادی، پھوپیاں بہت بری اور ظالم ہیں۔ اور پھر ایسا ہوا کہ وہ چھری بن گئیں...... تلخی، بدگمانی، بدتمیزی ان کی شخصیت کا حصہ بن گئی۔

سسرال کی خود ساختہ مخالفت میں، مظلوم اور اچھی بننے کے شوق میں بڑی بھابی نے دونوں لڑکیوں کی شخصیت مسخ کر دی۔ اب نہ وہ ماں کی مانتی تھیں اور نہ ہی باپ کی سنتی تھیں۔

میری اور منزہ کی شادی کے بعد ایک دن چپکے سے امی بھی ابا کے پاس چلی گئیں۔

ہم بہنوں کے پاس صرف بڑے بھیا رہ گئے۔ کبھی کسی نے اُن بہنوں کے بارے میں سوچا ہے جن کے سروں پر سے باپ کی چادر اتر چکی ہوں اور مائیں مٹی کی چادر اوڑھ کر سو چکی ہوں...... ان کے لیے بھائی اور بھائیوں کا گھر کیا حیثیت رکھتا ہے۔

لیکن بڑی بھابی کے رویّے اور ان کی بیٹیوں کی تلخیوں نے ہمارے قدم پتھر کے کر دیے۔

☆☆☆

بڑے بھیا کاروبار اور اپنے گھر بار میں مصروف ہو گئے یا کر دیے گئے۔ ان کی بڑی بیٹی مریم بیاہی گئی...... ماں کے دودھ کے ساتھ سسرالی رشتوں سے نفرت اور بغض اس کی رگوں میں دوڑ رہا تھا۔

لوگ، حسد اور غصے میں سب سے زیادہ نقصان اپنا ہی کرتے ہیں، بڑی بھابی نے بھی نہ جانے کیوں......؟ ہم لوگوں سے ہمیشہ ایک حسد کا تعلق رکھا...... اور جب یہ شکایت، بغض اور حسد اپنے دلوں میں لے کر یکے بعد دیگرے ان کی دونوں بیٹیاں بیاہی گئیں تو مریم کا تو یہ حال تھا کہ ساس نہ سسر...... خالی شوہر تھا لیکن کیونکہ بدزبانی اس کی سرشت میں تھی تو اگر مہینہ بھر شوہر کے ساتھ رہتی تو دو مہینے باپ کے گھر آ کر بیٹھ جاتی...... پھر بڑے بھیا نوٹوں کا بنڈل اسے تھماتے اور وہ اپنے شوہر کے پاس چلی جاتی۔ سب بہنیں بڑی بھابی اور ان کی بیٹیوں کے رویّے کی وجہ سے بڑے بھیا کے گھر تک نہیں جاتی تھیں لیکن میں...... اکثر بڑے بھیا کے گھر چلی جاتی۔

بھابی بظاہر اچھی طرح ملتیں لیکن اب میں ساتویں جماعت میں پڑھنے والی بچی تو نہ تھی، اب میں خود دو بچوں کی ماں تھی...... محبت اور تعلق کا فرق سمجھتی تھی...... لیکن بھتیجی انجم اس کا رویّہ ہمیشہ بہت ہتک آمیز ہوتا۔

اسے ساری دنیا سے شکایتیں تھیں...... وہ بات، بات پر مجھے جتاتی کہ اس کے باپ (بڑے بھیا) نے کیونکہ ساری زندگی اپنی کمائی، اپنی بہنوں پر لٹائی ہے اس لیے وہ کبھی جمع نہیں کر سکے۔

میرا دل چاہتا اسے بتاؤں کہ ہم نے تکلیف کا ایک طویل دور گزارہ لیکن کبھی بھرم سے بندھی مٹھی کسی کے سامنے حتیٰ کہ بڑے بھیا کے سامنے بھی نہیں کھولی۔ ہاں بڑے بھیا خود سے خیال ضرور رکھتے تھے۔ لیکن ان جگہوں پر جو چھپائی نہیں جا سکتیں۔ جیسے ابا کی بیماری یا ہماری شادیاں...... بڑے بھیا کی کمر توڑنے والی مصیبت بڑی بھابی کی جھوٹی شان و شوکت اور فضول خرچی تھی لیکن میں خاموش رہتی کہ جب چھوٹے بدتمیز ہو جائیں تو بڑوں کو اپنی عزت کا خود ہی خیال رکھنا پڑتا ہے۔

بڑے بھیا جو ہمارے گھر کے بڑے بھیا تھے......

www.urdupalace.com

ان کی اپنے گھر میں بہت معمولی حیثیت تھی کیونکہ عورت...... گھر کی عورت...... بیوی، وہ اگر چاہے تو کیا کچھ نہیں کرسکتی...... لیکن وہ چاہے بھی تو...... ان کی بیٹیاں باپ سے دو بدو زبان چلاتیں...... بدتمیزیاں کرتیں اور ہم کو تو جوتی کی نوک پر رکھتیں۔ میں اکثر سوچتی اتنی نفرت...... اتنی شکایت...... پھر جب خود ماں بنی تو سمجھ میں آیا، مائیں، اپنے دودھ کے ساتھ اولاد کے دل میں محبت اور نفرت اتارتی ہیں...... تو کیا بڑی بھابی نے بھی......؟

مجھے سوچتے ہوئے تکلیف ہوتی تھی۔

میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ باپ کے گھر کچھ سال گزار کر لڑکی جس گھر میں آخری سانس تک رہتی ہے وہ اس گھر کو اپنا گھر اور اس کے مکینوں کو آخر اپنا کیوں نہیں سمجھتی۔ ہمیشہ ہی تو سسرال والے غلط نہیں ہوتے ناں......

☆☆☆

انجم...... بھری پُری سسرال میں بیاہ کر گئی تھی۔ ابھی چند سال پہلے ہی تو بڑے بھیا نے اسے رخصت کیا تھا۔ ایسا کیا ہوا تھا؟ سوچ، سوچ کر میرا دماغ ماؤف ہو رہا تھا...... میری نگاہیں، رو، رو کر سوجی ہوئی آنکھوں والی بڑی بھابی سے ٹکرائیں...... پہلی دفعہ مجھے ایسا لگا جیسے بڑی بھابی ٹوٹ گئی ہوں۔ پشیمانی، پریشانی، تاسف، ملال، شرمندگی ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کی شکل میں...... ان کے رخساروں کو تر کر رہی تھیں۔

''ایسا کیا ہوا تھا؟'' میری آنکھوں نے پھر سوال دُہرایا۔

''کیا ہوا تھا؟'' بھابی نے جیسے منہ ہی منہ میں کہا۔

☆☆☆

''تم...... تم انتہائی بدتمیز اور بد زبان لڑکی ہو...... میری سمجھ میں نہیں آتا...... تم جیسی لڑکیاں کس قماش کی ماؤں کی گودوں میں پرورش پاتی ہو۔ تم چاہتی ہو جس ماں نے پچیس سال مجھے خونِ جگر پلا کر بڑا کیا...... تمہاری خاطر، میں اس ماں کو چھوڑ دوں......

صبر کا پھل

☆اپنی روح کے باغ میں صبر اور برداشت کی کھیتی کاشت کرو، بے شک اس کا بیج کڑوا ہے لیکن پھل میٹھا ہے۔ اللہ ہم سب کو صبر، شکر اور برداشت جیسی عظیم نعمت عطا فرمائے، آمین۔

از: انجم طاہر، کراچی

اس ماں کے سامنے سینہ تان کر کھڑا ہو جاؤں...... ان بہنوں سے بدتمیزی کروں جو میرا ہاتھ پکڑ کر روز اسکول لے کر جاتی تھیں۔ میں نے غلطی کی...... میری ماں نے پہلے کہا تھا...... بیٹا جس لڑکی کی ماں ساری زندگی سسرال سے کٹ کر رہی ہو...... وہ لڑکی ہمارے گھر کو کیسے جوڑ کر رکھے گی...... لیکن میں کیا کرتا میں جو تمہاری منحوس شکل پر عاشق تھا، میری ماں نے میری محبت سمجھ کر تمہیں اپنایا...... اور تم چاہتی ہو میں اپنی ماں کو چھوڑ دوں...... معاف کرنا انجم صاحبہ...... ہر کسی کو اپنے باپ کی طرح نہیں سمجھنا...... تم جیسی عورتوں کو گھروں میں نہیں رکھا جاتا، باہر پھینک دیا جاتا ہے۔ میں نے اور میرے گھر والوں نے تمہاری بد زبانی صرف اس لیے برداشت کی کہ بدنصیبی سے تم میرے بچوں کی ماں ہو...... میں اپنے بچوں کے لیے تم کو...... تمہاری جھوٹی فطرت اور لمبی زبان کو برداشت کرتا رہا...... لیکن اب بہت ہو گیا۔'' آج جب انجم کی نند آئی تو اس کے بچے سے غلطی سے انجم کی نیل پالش اس کے ڈریسنگ روم کے کارپٹ پر گر گئی اور انجم...... انجم میں تو برداشت کا مادہ ہی نہیں تھا اور پھر سسرالی رشتے......

پہلے تو اس نے ایک زوردار طمانچہ اس بچے کے منہ پر مارا اور پھر زبان اور غصے پر کنٹرول نہ ہونے کی وجہ سے اس قدر خراب زبان استعمال کی کہ صائم (انجم کا شوہر) جو اتفاقاً دفتر سے جلدی گھر آ گیا تھا۔ جب وہ گھر میں داخل ہوا تو اس کی بوڑھی ماں، بہو کی منتیں کر رہی تھیں کہ وہ آہستہ بولے۔ کہیں محلے والے نہ سن

www.urdupalace.com

لیں اور اس کی بہن...... جو اپنے گھر میں ملکاؤں کی طرح رہتی تھی...... وہ کارپٹ پر کارپٹ کلینرز ڈال کر جلدی، جلدی کارپٹ صاف کرنے کی کوشش کر رہی تھی...... اس کے بچے سہمے ہوئے ایک طرف کھڑے تھے اور اُدھر انجم...... وہ کسی کی نہیں سن رہی تھی۔ اس کی ساس جتنا اس کو خاموش ہونے کو کہہ رہی تھیں وہ اتنا ہی چیخ رہی تھی...... اور پھر وہ ہو گیا جو کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔

☆☆☆

''بات اتنی بڑی تو نہیں تھی...... مجھے غصہ شاید اس بچے پر نہیں آیا تھا، مجھے غصہ اس رشتے پر آیا تھا جو میرا اس کے ساتھ تھا۔''

''سسرال بری ہوتی ہے۔''

''سسرال والوں کو منہ نہیں لگانا چاہیے۔''

''ساس، نندوں سے زیادہ برا کوئی رشتہ نہیں۔''

''کسی سے دب کر نہیں رہنا۔''

''انہی خطوط پر میری تربیت ہوئی...... تو میں ان کی اچھائیاں کیا دیکھتی۔ اور پھر......'' انجم کی ڈبڈبائی آنکھوں سے آنسوؤں نے باہر نکلنا شروع کر دیا۔

میرا دل کانپا وہ میری بھتیجی تھی، میرے بڑے بھیا کی بیٹی...... ہم سب کی وہ لاڈلی تھی۔

میرا وجود پتھر کا ہو گیا...... فاصلے اتنے تھے کہ سمٹ نہیں رہے تھے...... بڑی بھابی الجھے بال، چہرہ نڈھال...... رو، رو کر سوجی آنکھیں، خالی، کلائیاں چہرے پر ایک دم پیدا ہونے والا جھریوں کا جال......

''گھر میں ہمارے آئی دلہن سکھی پھول برساؤ''

ہنستی مسکراتی، کھلے ہوئے لمبے، لمبے بال......

ڈیزائنر کا سوٹ پہنے میری آنکھوں میں بڑی بھابی کا سجا سجایا جگمگاتا سراپا لہرایا۔

''تو پھر...... یہ اجڑی ہوئی عورت کون ہے؟''

کسی نے مجھ سے پوچھا۔

اور میں جواب دینے کے بجائے بڑی بھابی کے گلے لگ گئی۔

''مجھے معاف کر دینا...... زندگی بھر میں نے بہت ناشکری کی...... تم لوگوں کی قدر نہیں کی...... زندگی بھر تم پر تمہاری محبتوں پر بدگمان رہی۔'' وہ سسک رہی تھیں۔

''مریم کے میاں نے دوسری شادی کر لی۔ یہاں گھر آئی تو تمہارے بھائی نے واپس کر دیا...... میری بچی سوکن کے بچے پال رہی ہے۔ اور انجم، انجم کو صائم نے طلاق دے دی اور بچوں کو لے کر ملک سے باہر چلا گیا، یہ بھی نہیں پتا کہاں...... میری بچیاں برباد ہو گئیں۔ ان کی زندگیاں میری جہالت کی بھینٹ چڑھ گئیں۔''

اب وہ زور، زور سے بین کر رہی تھیں۔

''زندگی بھر میں تم سب کو ستاتی رہی...... اور خوش ہوتی رہی، میں بھول گئی تھی کہ اللہ کی لاٹھی بے آواز ہوتی ہے...... وہ گناہ گاروں کی رسی دراز تو ضرور کرتا ہے لیکن رسی اسی کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ اس نے میری رسی کھینچ لی...... ہاں دیکھو...... اس نے میری رسی کھینچ لی ہے۔''

بڑی بھابی مجھ سے لپٹ کر پھوٹ، پھوٹ کر رو رہی تھیں اور انجم ہنس رہی تھی کیونکہ اس کا دماغی توازن بگڑ گیا تھا۔

میں نے ایک بازو بلکتی ہوئی بڑی بھابی کے گرد پھیلایا اور دوسرے بازو سے بھتیجی کو سمیٹ لیا۔

اور میرے کانوں میں صرف ایک ہی جملہ گونج رہا تھا۔

''رسی کتنی ہی لمبی کیوں نہ ہو، اس کا سرا اللہ ہی کے ہاتھ میں ہوتا ہے اور وہ جب چاہے رسی کو کھینچ لیتا ہے۔ بے شک وہ بے حد انصاف کرنے والا ہے۔''

میرے دل سے ایک ٹھنڈی آہ نکلی۔

اور پھر میں بھی رو دی...... کہ لاکھ شکایتوں کے باوجود اپنوں کی تکلیف پر تکلیف تو ہوتی ہی ہے ناں اور...... میرے والدین کا بخشا خوفِ خدا تو میرے اندر موجود تھا ناں...... سو میں نے بھابی کو معاف کیا۔ بڑے بھیا کی گھٹی گھٹی سسکیاں مجھے تڑپا رہی تھیں۔

www.urdupalace.com

Advertisement at Urdu Palace

Are you looking for an affordable website to advertise your business?

Urdu Palace offers lowest rates for all advertisers.

For Advertisement of your brand or business on our website call us or contact through

Whatsapp on following numbers:+92-348-8709449,+92-303-5110135

www.urdupalace.com